یہ رسالہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

قیمت پیشگی

رسالہ تشحیذ الاذہان

قادیان دارالامان

مرتبہ
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

تمام خط و کتابت بنام منیجر | جلد ۱۴ | نمبر ۸

بابت ماہ اگست ۱۹۱۹ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library

قیمت سالانہ عوام سے ۲؍ غیر ممالک سے ۳؍ طلباء سے ۱؍ روپیہ

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور عبدالسلام سیکرٹری نے شائع کیا

ریویوز

اتالیق

ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی (جو مشہور اہل قلم ہیں) نے یہ رسالہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جاری کیا ہے اسوقت اس کا نمبر ۲ و ۳ میرے سامنے ہے ماشاء اللہ چشم بد دور۔ خوب ایڈیٹ کیا ہے اور اس میں بچوں کے مذاق کے مطابق نہایت دلچسپ اور ساتھ ہی مفید باتیں شائع کی ہیں اگر ماسٹر صاحب اسے باقاعدہ شائع کرتے رہے (اور یہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ اسکی باقاعدگی پبلک کی قدردانی و حوصلہ افزائی و توجہ فرمائی پر منحصر ہے) تو یہ رسالہ نہ صرف احمدی جماعت بلکہ تمام ابناء ملک کے بچوں کے لئے مفید ہوگا + ۸؍ سالانہ ۵؍ ششماہی قیمت ہے جلد منگوائے اور ہر دو پرائے کی ہمت بڑھائیے +

صبر کا اجر

یہ دوسرا حصہ ہے جس میں ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے ایک تو اس دلچسپ قصہ کو تمام کیا ہے جو پہلے حصہ میں شروع کیا تھا دوم اسی قصہ کے ضمن میں عورتوں کے لئے عورتوں ہی کی سلیس زبان میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق عام تبلیغ کا ایک کورس دیدیا گیا ہے اس لئے اسکی خوب اشاعت ہونی چاہیئے ۵؍ قیمت ہے ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی۔ قادیان سے منگوائیے +

رپورٹ محکمہ نظارت

امور عامہ۔ تالیف و اشاعت۔ تعلیم و تربیت یہ صیغے جو کام کر رہے ہیں اور جن اہم کاموں کے لئے یہ قائم ہوئے ہیں انکی مفصل کیفیت معلوم کرنی ہو (اور ہر احمدی کے لئے اس کا علم رکھنا ضروری ہے) تو آپ یہ رپورٹ منگوا لیجئے۔ جس سے آپ کو ایک ہی نظر میں معلوم ہو جائیگا۔ کس قدر ضروری یہ محکمہ جات ہیں اور ان کے پیش نظر مقاصد میں اک برگزیدہ کی کتنی اولوالعزمیاں ہیں۔ اسے پڑھ کر وہ لوگ جو ہمیں حقیر سمجھتے ہیں سلسلہ احمدیہ کی عظمت اور روز افزوں ترقی سے آگاہ ہو کر ہدایت پا سکتے ہیں۔ ۲۰ × ۲۶ تقطیع عمدہ کاغذ پر نہایت خوشخط چھاپی گئی ہے۔ قیمت ۸؍ +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۹ء

اثنیٰ عشری شیعوں کے امام غائب کے متعلق علمائے اہلسنت کا عقیدہ

باوجود اس کے کہ قدیم شیعہ فرقوں میں امام موعود کی تعیین میں حیرت انگیز اختلاف رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ اور خصوصاً اثنیٰ عشریوں میں بھی کیونکہ انکی روایات معتبرہ کی بنا پر زمانہ رجعت میں ایک طرف سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کی رجعت بعد الموت ثابت ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف وہ جناب علی علیہ السلام کی رجعت اور ساتھ کے ساتھ اپنے بارہویں امام محمد بن حسن العسکری علیہما السلام کی رجعت بعد از غیبت کو مانتے ہیں تاہم وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں عام اہل اسلام کو یقین دلاتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارہ میں ہمارا تمہارا عقیدہ برابر ہے اور یہ کہ قادیانیوں کا عقیدہ بالکل خلاف

روایاتِ اسلام ہے۔ اور یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے حالانکہ اُن کا ایسا کہنا سراسر البلہ فریبی پر مبنی ہے۔ جس صورت میں جناب علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام جیسے بزرگوار کا دوبارہ زندہ ہو کر دُنیا میں واپس تشریف لانے اور کفر و شرک کو نیست و نابود کر کے اصل دین اسلام کو قائم کرنے کا عقیدہ مسلّم ہے تو ان کے ہوتے ہوئے پھر کسی اور دوسرے امام کے ظہور کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ سکتی +

اس میں شک نہیں ہے کہ شیعہ کو ویسے دعویٰ محبت اہلبیت کا تو ضرور ہے۔ مگر اصل یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے مشکل پسند ہیں۔ مسئلہ امامت میں الجھ کر اچھے خاصے صحیح النسب سادات اور امام زادوں پر تضلیل اور تکفیر کے تیر چلانے میں انھوں نے دریغ نہیں کیا چنانچہ امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے زید شہید کی تفسیق و تکفیر کی گئی ہے اور اسی طرح امام غائب کے سگے چچا جعفر کو کذاب کہا گیا ہے لیکن اہلسنت ایسے خوش اعتقاد مسلمان ہیں کہ تمام بزرگواروں قرشی و بنی ہاشم و اہلبیت کرام کو عموماً اور سادات کو خصوصاً خواہ وہ اولاد امام حسن علیہ السلام سے ہوں خواہ جگر گوشگانِ امام حسین علیہ السلام سے ہوں معزز و مکرم رکھتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں بارہ اماموں کو بھی جناب علی علیہ السلام سے لیکر محمد بن حسن العسکری علیہم السلام تک بزرگانِ دین مانتے ہیں۔ اور ابتدا سے لیکر آج تک نشر مناقب و فضائل اہلبیت کرام میں ساعی اور اس موضوع پر ہر زمانہ میں مختصر و بسوط کتابیں لکھتے رہے ہیں۔ اور شیعوں کی طرح صرف تحریراً و تقریراً جمع و خرچ نہیں بلکہ مشکلات و مصائب شاقہ کے اوقات میں جان و مال سے بھی سادات عظام کے حامی و مددگار رہے ہیں۔ اگر اہلبیت کرام کا تعلق صرف شیعوں تک محدود ہوتا اور اہل سنت کی زبردست حمایت شامل حال نہ رہتی تو اس میں شک نہیں کہ خوارج جیسے دشمنان اہلبیت کرام کے کینہ پرور گروہ کے مقابل پر ہرگز ہرگز اکیلے شیعہ کامیاب نہ ہو سکتے۔ اگر خوارج کا زہریلا اثر ابتدا میں ہی زائل نہ کیا جاتا تو آج نہ اہلبیت کرام کی تعظیم و تکریم کا خیال مسلمانوں کے قلوب میں ایسا راسخ ہوتا اور نہ شیعوں میں یہ دم و خم ہی باقی رہتا اگر شیعہ سچے دل سے محبان اہلبیت کرام ہیں تو اہلسنت کی اس بروقت اور الٰہی اعانت

وغیر متزلزل رفاقت کا (جو انھوں نے قولاً و فعلاً اہلبیت نبوی کے خداداد اعزاز و وقار کو برقرار رکھنے میں کی) ہمیشہ ممنون و مشکور رہنا چاہیئے لیکن افسوس ہے کہ ناقدر شناسوں نے اس گروہ حق پژوہ کے ساتھ ویسا ہی غیر منصفانہ سلوک جائز رکھا جیسے کہ یہود نے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس شہادت حقہ و حمایت دین عیسوی کے عوض میں جو یہود مردود کے مطاعن و بہتان کے دفع کرنے میں آنحضرت صلعم نے فرمائے جائز رکھا۔ متقدمین شیعہ نے اہلسنت کو نواصب کا لقب دیا تو متاخرین نے انکو ثلاثہ پرست عائشہ پرست کے دلخراش القاب عطا کئے۔ آمدیم بر سر مطلب۔ تو اسی طرح علمائے اہلسنت نے دوازدہ امام علیہم السلام کا ذکر خیر نام بنام اپنی تصانیف میں کیا ہے اور بارھویں امام علیہ السلام کی پیدایش و حالات بعد از پیدایش اگرچہ اپنے طور پر معلوم و متحقق نہ ہوسکے تاہم انھوں نے شیعہ کی روایات کی بنا پر ہی باور کرکے بارہ کی تعداد پوری کردی۔ اور خوارج کا فتنہ ہمیشہ کے لئے فرو کردینے کے بعد شیعہ اثنا عشریہ دُنیا پر یہ دوسرا احسان عظیم ہے جو بالمقابل دوسرے شیعہ فرقوں کے اہلسنت کیطرف سے ہوا ہے۔ اگر یہ حمایت ان کی طرف سے ظہور پذیر نہ ہوتی۔ تو اثنی عشری اپنے حریف شیعہ فرقوں کے مقابلہ میں بمشکل کامیاب ہوتے۔ اور انہیں اور انہیں کوئی مابہ الامتیاز پیدا نہ سکتا۔ بلکہ امام کی پیدایش کا ثابت کرنا ہی دشوار ہوجاتا۔ لیکن اس حمایت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اثنی عشریوں نے انہی علمائے اہلسنت والجماعت کے اقوال کو لیکر اُن پر اتمام حجت کرنا شروع کردیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خود تمہارے بزرگوں نے چونکہ ہمارے بارھویں امام کی پیدایش کو تسلیم کرلیا ہے اس واسطے اب انکو ہی مہدی آخرالزمان بھی مان لو۔ ورنہ تم حق پر نہیں ہو ؎

کس نیاموخت علم تیر از من ... کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

لیکن ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ صرف بارھویں امام کی پیدایش کا ذکر کرنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ہزار گیارہ سو برس سے انکو خلاف عادت اللہ زندہ اور غائب عن الانظار و حاضر فی الامصار بھی مان لیا جائے۔ سو حقیقت الامر یہ ہے کہ اہل سنت نے البتہ بارھویں امام محمد بن حسن العسکری علیہما السلام کی پیدایش کا ذکر تو کیا ہے اور بعض نے

صغر سنی میں ہی وفات بھی لکھدی ہے لیکن اس طولانی غیبت وحیات ممتد کا قائل کوئی نہیں ہوا۔ سوائے بعض صوفیاء کرام کے جن کا قول اہلسنت پر چنداں حجت نہیں یا کسی عالم مائل بہ تشیع و یا صاحب اغراض نفسانی کے جنکی رائے کی کچھ وقعت نہیں کیونکہ محققین وعلماء اہلسنت کے ایک کثیر گروہ نے علانیہ محمد بن الحسن العسکری کے اب تک غائب ہونے اور مہدی موعود ہونیسے انکار کیا ہے۔ اور ایسے عقائد کا جہاں کہیں ذکر بھی کیا ہے۔ تو صاف جتلادیا ہے کہ ان کا ماخذ خود مرویات شیعہ ہیں۔ نہ کہ احادیث اہلسنت۔ جیسے کہ شہادات واقوال مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے ؛

اوّل۔ صحاح ستہ میں جنپر اہلسنت کے عقائد کا دارمدار ہے۔ پھر صحاح ستہ کو چھوڑکر ادنیٰ الطبقہ کی کتب احادیث میں بھی علیٰ ہذاالقیاس۔ امام غائب کا کہیں ذکر نہیں ہے امام غائب تو درکنار جہاں تک میرا خیال ہے۔ حدیث میں دوازدہ امام علیہم السّلام کا ذکر بھی بحیثیت ائمہ مفترض الطاعۃ نہیں ہے۔ البتہ شارحین نے بارہ امام یا خلفاء قریش کی تعداد پورا کرنیکے ضمن میں ان کا ذکر خیر کردیا ہے ؛

دوم۔ علامہ ابن خلدون جیسے کہ اُنکے مقدمہ تاریخ سے ظاہر ہے آپ نے مہدی موعود کے متعلق سارے احادیث فریقین پر سخت جرح کی ہے۔ اور سب کو ضعیف ومجہول قرار دیا ہے۔ دیکھو مقدمہ ابن خلدون اردو فصل ۵۲ از صفحہ ۲۳۵ تا ۲۵۶ وفصل ۲۷ صفحہ تا صفحہ ۷۹ مطبوعہ حمیدیہ لاہور ؛

سوم۔ عبدالکریم شہرستانی۔ آپ اپنی کتاب الملل والنحل میں شیعوں کے اس قسم کے عقائد کا ذکر کرکے فرماتے ہیں۔ ولهم خبط طويل في سوق الإمامة والتوقف والقول بالرجعة بعد الموت والقول بالغيبة ثم بالرجعة بعد الغيبة۔ دیکھو کتاب مذکور در ذیل اختلافات العاشر حاشیہ کتاب الفصل ابن حزم مطبوعہ مصر جزو اول صفحہ ۱۳۱ یعنے شیعوں کے اندر جناب علی علیہ السّلام اور حسنین کے بعد صرف اولاد امام حسین اور بعد امام صادق کے امام کاظم و امام رضا اور انکے بعد امام محمد تقی اور اُنکے بعد امام نقی علیہم السّلام وغیرہ کے اندر سلسلہ امامت کے چلانے اور پھر توقف کردینے اور کسی امام کے مرجانیکے

بعد دوبارہ دنیا میں رجعت کرنے اور کسی امام کے غائب ہو جانے اور پھر بعد غائب ہو جانے کے رجعت کرنے کے بارہ میں بڑے بڑے مقدمات و مباحثات ہیں +

دوسری جگہ وہی فاضل فرماتے ہیں۔ ومن العجب انھم قالوا الغیبۃ الخ یعنے تعجب ہے کہ شیعہ لوگ غیبت امام کے قائل ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آخر اس قدر غیبت امام کس طرح قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ کیا خضر والیاس ہزار ہا برس سے زندہ نہیں ہیں۔ اس حال میں کہ کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں۔ فلم لا یجوز ذالک فی واحد من اھل البیت۔ تو ہر ایک فرد اہلبیت کرام کے لئے ایسا کیوں جائز نہیں ہو سکتا۔ جب کہا جائے کہ باوجود اسقدر اختلافات کے ادعائے غیبت امام کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خضر علیہ السلام تو کسی امت کے لئے ہادی نہیں ہیں لیکن امام غائب تو امت کی ہدایت اور عدل کرنے پر مامور ہیں اور امت انکی پیروی اور انکی سنت پر کاربند ہونے کے لئے مکلف ہے۔ وَمَنْ لَا یُرٰی کَیْفَ یُقْتَدٰی بِہٖ۔ اور جو دیکھنے میں ہی نہیں آتا۔ اسکی اقتدا کس طرح کی جا سکتی ہے؟ فلھذا صارت الامامیۃ متمسکین بالعدلیۃ فی الاصول وبالمشبھۃ فی الصفات متحیرین تائہین وبین الاخباریۃ منھم والکلامیۃ۔ سف وتکفیر وکذالک بین المفضیۃ والوعیدیۃ قتال وتضلیل اعاذنا اللہ من الحیرۃ + ومن العجب ان القائلین بامامۃ المنتظر مع ھذا الاختلاف العظیم لا یستحیون فیدعون فیہ احکام الالٰہیۃ ویتاولون قولہ تعالیٰ علیہ وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون وستردون الی عالم الغیب والشھادۃ قالوا ھو الامام المنتظر الذی یرحالیہ علم الساعۃ ویدعون فیہ انہ لا یغیب عنا ویخبرنا باحوالنا حین یحاسب الخلق الی تحکمات باردۃ وکلما عن العقول ردۃ الخ الملل والنحل شہرستانی حاشیہ کتاب الفصل ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۱ +

یعنی اسی بنا پر امامیہ لوگ اصول میں تو عدلیہ اور صفات میں مشبہ سے تمسک کرتے ہوئے حیران و سرگردان ہیں۔ اور شیعیان اخباریہ و کلامیہ میں باہم تکذیب و تکفیر کے تیر

چلتے ہیں۔ اور اس طرح تفضیلیہ اور دعیدیہ کے درمیان کشت و خون اور پرخاش ہے خدا ایسی حیرت فی الدین سے پناہ میں رکھے۔ اور تعجب ہے کہ امام منتظر کے قائل و معتقدین کو باوجود اسقدر اختلاف عظیم باہمی کے شرم نہیں آتی۔ اور امام کیطرف خدائی حکم منسوب کرتے ہیں اور آیہ قل اعملوا فسیری اللہ عملکم الی آخرہ کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد امام ہے۔ اور کہتے ہیں کہ قیامت کا علم جسکی طرف منتہی ہوتا ہے۔ وہ امام منتظر ہی ہے۔ اور ادعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سے مخفی نہیں ہے اور جب خلق خدا کا حساب و کتاب ہوگا تو وہ ہم کو ہمارے احوال سے مطلع کرے گا۔ علی ہذا القیاس اُنکے بیجا اور عقل سلیم سے دُور دعوے ہیں۔

نوٹ۔ ایک جلیل القدر شیعہ فاضل نے لکھا ہے کہ کتاب ملل و النحل بتمامہ شہرستانی کی تالیف نہیں ہے بلکہ دراصل ایک شیعہ عالم کی کتاب سے اس نے اقتباس بلکہ سرقہ کیا ہوا ہے۔ خصوصاً وہ حصہ جو امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد شیعہ فرقوں کے متعلق ہے۔ چنانچہ لکھا ہے و شہرستانی عاری از لباس انسانی در ملل و نحل بعد از ذکر فرق امامیہ بعد از امام حسن عسکری کہ آں را از رسالہ فرق نوبختی برداشت و جملہ از کلمات نافعہ اورا دزدیدہ مے گوید واز عجب اینکہ ایشاں مے گویند کہ غیبت طول کشیدہ دویست و پنجاہ سال و چیزے۔ دیکھو کتاب نجم ثاقب میرزا حسین النوری الطبرسی ص۶۵ جس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ شہرستانی کی رائے محض ذاتی و اختراعی نہیں ہیں بلکہ یہ کہ ان کا ماخذ شیعہ کی تصانیف بھی ہیں۔ فہو المراد ٭

چہارم۔ ابن خلکان۔ ثانی عشر الائمۃ الاثنی عشر علی اعتقاد الامامیۃ المعروف بالحجۃ وھو الذی تزعم الشیعۃ انہ المنتظر و القائم و المہدی وھو صاحب السرداب عندھم و اقاویلھم فیہ کثیرۃ وھم ینتظرون ظہورہ فی آخر الزمان من السرداب بسر من رائے۔ تاریخ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول ص۵۷۱ یعنی بارہ اماموں میں سے بارھواں امامیہ کے درمیان حجتہ کے نام سے مشہور ہے اور وہ وہی ہے جسکی نسبت شیعہ کا زعم ہے کہ وہ منتظر اور قائم اور مہدی ہے اور ان کے نزدیک وہی

سرداب والا ہے اور اس بارہ میں اُن کے اقوال بہت ہیں اور وہ اُس کے آخر زمانہ میں سرداب سے اس کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں جو سرمن رائے (نواح بغداد) میں ہے۔

پنجم۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب منار میں مہدی کے متعلق جملہ اہل اسلام کے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بارہ میں چار مختلف اقوال ہیں۔ اوّل یہ کہ مہدی درحقیقت مسیح ابن مریم ہے (بموجب حدیث لا المہدی الا عیسیٰ بن مریم) دوم یہ کہ مہدی سے مُراد خلیفہ عباسی ہے جو موعود تھا اور گذر گیا (بموجب حدیث اذا رأیتم الرایات السوداء قبلت من خراسان الخ) سوم یہ کہ اہلبیت نبویؐ اولاد حسنؓ یا اولاد امام حسین بن علی علیہم السلام میں سے آخر زمانہ میں ہوگا۔ چہارم۔ رافضیوں کا قول ہے کہ مہدی موعود محمد بن حسن عسکری ہے امام حسینؓ کی اولاد سے نہ کہ امام حسنؓ کی اولاد سے جو شہروں میں موجود اور آنکھوں سے غائب ہے۔ سامرہ کے سرد خانہ میں بچپن میں داخل ہوئے اور اس حال پر پانسو برس گذر چکے ہیں۔ اور اب تک کسی نے انکو آنکھ سے دیکھا نہیں۔ کان نے سُنا نہیں۔ ہر روز انتظار وے کشند و باخیل در کاب بر باب سرداب استادہ شدہ صیاح مے کشند کہ اخرج یا مولانا اخرج یا مولانا و بہ خیبت و خسران برمے گردند وھذا دابھم ولقد احسن ما قال ؎

ما آن للسرداب ان یلد الذی | کلمتموہ بجھلکم ما آنا
فعلی عقولکم العفاء فانکم | ثلثتموا العنقاء والغیلانا

وایں ہا مضحکہ بنی آدم و سخریہ ایشاں اند ہر عاقل بداں استہزاء مے کند۔ حج الکرامہ ۳۸۷
یعنے ہر روز اس کا انتظار کرتے ہیں اور سرداب کے دروازہ پر سواروں پیادوں کے ساتھ کھڑے ہو کر چلاتے ہیں کہ مولانا خروج فرمایئے۔ مولانا خروج فرمایئے لیکن ناکام و مایوس ہو کر واپس ہوتے ہیں۔ اور یہی ان کا دستور ہے۔ اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ سرداب کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ اُس سے وہ شخص پیدا ہو جسکی نسبت تم لوگ لاعلمی سے کہتے ہو کہ ابھی نہیں آیا۔ تمہاری عقلوں پر خاک دھول ہو کیونکہ تم نے عنقا اور غولان صحرائی کے علاوہ ایک تیسرے وجود کو بھی (باوجودیکہ نظر نہیں آتا) موجود مان لیا

ششم۔ نواب صدیق حسن خان۔ رافضی شیعہ محمد بن حسن العسکری کی مہدویت کے قائل ہیں اور اس کے ظہور کے آخر زمانہ بلکہ ہر وقت حاضر و آیندہ میں دشمنوں پر تلوار و نوک سنان کے ساتھ غالب ہوتے اور مخالفین سے انتقام لینے اور انکے ملک و دولت کو برباد کرنے کے قائل ہیں اور اہلسنت کو اس کا دشمن کلی جانتے ہیں۔ پناہ بخدا ۳۹۲

ہفتم و ہشتم۔ ملا معین الدین ہروی نے شیخ تورپشتی کی کتاب معتمد کے حوالے سے لکھا ہے۔ و نیز باید کہ بدانی بلکہ آنچہ متشیعہ از سر جہل و عصبیت اباطیل فراہم نہادہ اند تا گویند مہدی محمد عسکری است رضی اللہ عنہ و اور القب صاحب الزمان نہادہ اند و ہیچ عالم و ہیچ عاقل ایں سخن را وزنے نہ نہادہ است۔ چراکہ بہ ثبوت پیوستہ کہ محمد عسکری در دو سالگی وفات یافتہ پس اہل اسلام را سزاوار آنست کہ ایں نوع مفتریات را بہ سمع قبول راہ نہ دہند کہ ایں و امثال ایں خرافات و تمویہات زنادقہ است چوں میموں قداح و ابو سعید و ابو حساد پسر او کہ بایں نوع سخنان عوام سادہ دل را سفیہ گرفتہ از طریق شرع منحرف گردانند۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ کذا ذکرہ الشیخ تورپشتی فی المعتمد کتاب اسرار فاتحہ مطبوعہ نولکشور ص ۳۲۳ ✦

یعنے جاننا چاہیئے کہ شیعوں نے از راہ جہالت و نادانی بہت سی باطل باتوں کو جمع کر رکھا ہے کہتے ہیں کہ مہدی موعود محمد عسکری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور انکو صاحب الزمان کہتے ہیں۔ اور کسی عالم اور کسی عاقل کے نزدیک ایسی باتیں وزنی نہیں ثابت ہوئیں کیونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ محمد عسکری دو سال کی عمر میں فوت ہو چکے ہیں۔ پس اہل اسلام کو چاہیئے کہ اس قسم کی بناوٹی باتوں کو قبول نہ کریں۔ کہ یہ بات اور ہمچو قسم خرافات اور تلبیسات زندیقوں مثلاً میمون قداح و ابو سعید و ابو حساد اس کے بیٹے سے ماخوذ ہیں جو کہ اس قسم کی باتوں سے جاہلوں کو گرویدہ کر کے راہ شریعت سے منحرف کرتے ہیں۔ خدا کی پناہ۔ جیسے کہ تورپشتی نے معتمد میں ذکر کیا ہے ✦

امام ابی محمد علی بن احمد حزم الظاہری المتوفی ۴۵۶ھ اپنی کتاب الفصل فی الملل میں فرماتے ہیں کہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ محمد بن حسن العسکری زندہ ہیں نہ مرے ہیں اور نہ مریں گے

جب تک کہ خروج کریں اور زمین کو عدل سے معمور کریں جیسے کہ وہ ظلم سے بھرپور ہوگئی ہوگی وھو عندھم المھدی المنتظر ویقول طائفۃ منھم ان مولد ھذا الذی لم یخلق قط فی سنۃ ستین ومائتین سنۃ موت ابیہ وقالت طائفۃ منھم بل بعد موت ابیہ بمدۃ وقالت الطائفۃ منھم بل فی حیاۃ ابیہ ورووا ذلک عن حکیمۃ بنت محمد بن علی بن موسیٰ وانھا شھدت ولادتہ وسمعتہ یتکلم حین سقط من بطن امہ ویقراء القرآن وان امہ نرجس وانھا کانت ھی القابلۃ وقال جمھورھم بل امہ صیقل وقالت طائفۃ منھم بل امہ سوسن وکل ھذا ھوس ولم یعقب الحسن المذکور لا ذکرا ولا انثیٰ فھذا اول نوک الشیعۃ ومفتاح عظیمات تھم واخفھا وان کانت مھلکۃ ص ۱۸۱ الجزء الرابع - اور وہ اُن کے نزدیک مہدی منتظر ہے اور ایک طائفہ ان میں سے کہتا ہے کہ اس شخص کا مولد جسکی پیدایش سرے سے نامعلوم ہے سنہ ۲۶۰ میں ہوئی جس سال کہ اُنکے والد بزرگوار فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ایک مدت اپنے باپ کے فوت ہونے کے بعد اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ بلکہ اپنے باپ کی زندگی میں - اور اسکو روایت کرتے ہیں کہ حضرت حکیمہ علیہا السلام سے جو امام محمد بن علی بن موسیٰ رضا علیہم السلام کے صاحبزادی ہیں اور انھوں نے ہی اسکی ولادت کو دیکھا ہے - اور ان کو باتیں کرتے سُنا جو نہی کہ وہ اپنے والدہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے - اور یہ کہ اُنکی والدہ کا نام نرجس ہے - اور یہ انکی دایہ تھی - اور جمہور کا مذہب ہے کہ اُنکی والدہ کا نام صیقل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انکی والدہ کا نام سوسن ہے - اور یہ سب بناوٹی باتیں ہیں اور اصل یہ ہے کہ امام حسن عسکری کی پُشت سے نہ کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے اور نہ لڑکی - پس یہ پہلی جہالت ہے شیعہ کی -

. . . .

. . . .

دہم - حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ شواہد النبوۃ میں فرماتے ہیں :-

محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ عنہم - وے امام دوازدہم است وکنیت او

ابوالقاسم است ولقبہ الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمہدی والمنتظر وصاحب الزمان وھو عندھم خاتم الاثنی عشر اماما وانھم یزعمون انہ دخل السرداب الذی بسر من رأے وامہ ینظر الیہ فلم یخرج الیھا وذلک فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین ومائتین وھو الاصح فاختفی الی الآن علی زعمھم شواہد النبوۃ مطبوعہ نولکشور صـ۲۱۲ رکن سادس در بیان شواہد و دلائل۔

یعنی یہ بارھویں امام ہیں۔ اور انکی کنیت ابوالقاسم ہے۔ اور امامیہ نے انکو کئی لقب دے رکھے ہیں مثلاً حجۃ وقائم ومہدی ومنتظر وصاحب الزمان اور ان کے نزدیک وہ بارھویں امام ہیں اور ان کا زعم ہے کہ سردخانہ میں داخل ہوگئے جو کہ سر من رائے سامرہ میں ہے اور یہ انکی والدہ انکو دیکھ رہی تھی۔ اور وہ انکی طرف اس سے نکل کر نہ آئے۔ اور یہ واقعہ ۲۶۵ھ کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۶۶ھ میں ہوا اور یہ بہت صحیح ہے۔ پس اُن کے عقیدہ میں اب تک مخفی ہیں +

نوٹ۔ اس موقعہ پر مولٰنا موصوف نے چند دیگر روایات بھی متعلق امام موصوف درج کی ہیں لیکن ساتھ کے ساتھ جتلاتے گئے ہیں کہ وہ روایات شیعہ کی ہی طرف سے ہیں

یازدھم۔ شارح عقائد نسفی و مؤلف شرح نبراس۔ یعنے مولوی عبدالعزیز فرہاری ومولوی برخوردار ملتانی دوازدہ امام علیہم السلام کے ذکر خیر میں بارھویں امام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ حسب عقیدہ شیعہ امام حسن عسکری کے صاحبزادے محمد القاسم جن کا انتظار کیا جاتا ہے امام مہدی ہیں +

وقد اختفی فی السرداب ھو البیت المخفی فی جوف الارض الخ یعنے یہ کہ وہ سرداب میں مخفی ہوگئے۔ اور اس سے مُراد زمین کے اندر ایک پوشیدہ مکان ہے۔ اور شیعہ آجتک سرداب کے دروازہ پہ جاکر جمع ہوتے ہیں اور آواز دیتے ہیں اور اس سرداب پر عمدہ عمدہ تحائف لے جاتے ہیں خوفاً من اعدائہ اپنے دشمنوں کے خوف سے اور وہ خلفاء عباسیہ تھے جنکو گوارا نہ تھا کہ لوگ سادات علوی کے پاس جمع ہوں۔ کیونکہ وہ حسد کرتے اور خائف بھی تھے کہ شائد وہ خروج نہ کریں واسطے خلافت کے۔ و

سیظھر قبل الساعۃ فیملأ الدنیا قسطاً و عدلاً کما ملئت قبل خروجہ جوراً و ظلماً ولا امتناع فی طول عمرہ و امتداد ایام حیٰوتہ۔ ××× والخضر علیہ السلام ×× الیٰ ھھنا کلام الشیعۃ۔

شارح عقائد نسفی نے اس پر یہ جرح فرمائی ہے۔ وانت خبیرٌ بان اختفاء الامام وعدمہ سواء فی عدم حصول الاغراض المطلوبۃ من وجود الامام وان خوفہ من الاعداء لا یوجب الاختفاء بحیث لا یوجد منہ الّا الاسم بل غایۃ الامر ان یوجب اختفاء دعوی الامامۃ کما فی حق ابائہ الّذین کانوا ظاھرین علی الناس وایضاً عند فساد الزمان واختلاف الآراء واستیلاء الظلمۃ احتیاج الناس الی الامام اشد وانقیادھم لہ اسھل۔ نبراس مطبوعہ ہاشمی میرٹھ ص ۵۲۳

یعنی اے مخاطب تو جانتا ہے کہ امام کا مخفی ہونا اور اس کا معدوم ہونا بلحاظ ان اغراض کے نہ حاصل ہو سکنے کے جو امام کے وجود مسعود سے مطلوب ہیں۔ مساوی ہے۔ اور دشمنوں کا خوف بھی مخفی ہونے کے لئے ضروری نہیں۔ جبکہ وہ نام کا ہی امام ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہ واجب ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دعوے امامت کا اظہار نہ کرے جیسے کہ امام مہدی کے آبا و اجداد بزرگواروں کا دستور رہا ہے کہ وہ لوگوں کو معلوم نہ تھے۔ اور اس طرح لوگوں کو زمانہ کے بگڑ جانے اور رایوں کے مختلف ہو جانے اور ظالموں کے غلبہ حاصل کر لینے کے وقت امام کی اشد ضرورت واقع ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے اس امام کی متابعت بہت آسان ہو جاتی ہے +

اس کے آگے امام موصوف محمد بن حسن العسکری علیہما السلام کے بارہ میں اہل ملت کے تین مختلف مذاہب لکھے ہیں۔

پہلے یہ کہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ مہدی موعود یہی ہیں۔ لیکن وہ حدیث اس کے مخالف ہے جو ترمذی اور ابو داؤد کے مطابق مروی ہے کہ مہدی کے والد بزرگوار کا نام عبد اللہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اسکے وجود کے ہی سرے سے منکر ہیں کیونکہ امام حسن عسکری لاولد فوت ہوئے۔ تیسرے یہ کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ نبراس صفحہ ۵۲۴

دوازدہم۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی۔ شیخ موصوف نے ذکر کیا ہے کہ علی بن حسین بغدادی اپنے زمانہ کے قطب تھے جب وہ فوت ہوئے تو محمد بن حسن العسکری علیہما السلام نے ان کا جنازہ پڑھا۔ اور سترہ برس تک انکی گدی پر بیٹھے رہے۔ پھر اس مدت سے پیشتر روپوش ہوگئے۔ اور ابدال میں داخل ہوگئے +

ثم توفاہ اللہ بروح وریحان ودفن بالمدینۃ المطہرۃ وصلی علیہ القطب القائم مقامہ عثمان بن یعقوب الخراسانی۔ انتہیٰ۔ نبراس ص ۵۲۴

یعنی پھر خدا نے انکو وفات دی۔ اور راہی جنت ہوئے اور عثمان بن یعقوب خراسانی نے جو انکی جگہ قطب ہوئے۔ اُن پر نماز جنازہ پڑھی +

سیزدہم۔ حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے بھی دوازدہ امام علیہم السلام کو اقطاب میں شمار فرمایا ہے۔ جیسے کہ آپکی نسبت میرزا حسین النوری الطبرسی شیعی نے کتاب نجم ثاقب میں بحوالہ مقالہ وضیئہ ذکر کیا ہے۔ دیکھو نجم ثاقب مطبوعہ ایران ص ۱۲۳ +

چہاردہم۔ شیخ القطب عبداللہ الیافعی امام مکہ معظمہ۔ آپ کی نسبت مؤلف نبراس نے لکھا ہے کہ انھوں نے فرمایا۔ ان محمد بن الحسن الذی یلقبہ الامامیۃ بالمہدی مات سنۃ خمس وستین ومائتین وھم یزعمون انہ مخفی انتہیٰ

کہ محمد بن حسن جنکو امامیہ مہدی سے ملقب کرتے ہیں ۲۶۵ ہجری میں فوت ہوگئے اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ غائب ہوگئے۔ نبراس ص ۵۲۱ +

پانزدہم۔ علامہ ابن بطوطہ۔ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ میں شہر حلہ میں گیا جو فرات پر واقعہ ہے +

واھلھا کلھم امامیۃ اثنی عشریۃ وبھا مسجد علی بابہ ستر حریر یقولون ان محمد بن الحسن العسکری دخل ھذا المسجد وغائب فیہ وھو عندھم الامام المہدی المنتظر الخ۔ اور یہاں کے باشندے سب کے سب اثنا عشری ہیں اور اس میں ایک مسجد ہے جس کے دروازہ پر ریشم کا پردہ پڑا ہے۔ وہ کہتے

ہیں کہ محمد بن حسن عسکری اس مسجد میں داخل ہوئے اور غائب ہو گئے۔ اور وہی انکے نزدیک امام مہدی ہیں جن کا انتظار ہے۔ نبراس حاشیہ ۲ صفحہ ۵۲۲۔ و مقدمہ ابن خلدون اُردو حصہ دوئم صفحہ ۲۴ و سفر نامہ ابن بطوطہ۔

شانزدہم۔ مؤلف شرح مواقف۔ والامامیۃ فقالوا بالنص الجلی علی امامت علیؓ وکفروا الصحابۃ ووقعوا فیہم وساقوا الامامۃ الی جعفر الصادق واختلفوا فی المنصوص علیہ والذی استقر علیہ رائہم انہ ابنہ الموسیٰ الکاظم وبعدہ علی بن موسی الرضا وبعدہٗ محمد بن علی التقی وبعدہٗ علی بن محمد النقی وبعدہٗ حسن بن علی الزکی وبعدہٗ محمد بن الحسن وھو الامام المنتظر ولہم فی کل من المراتب التی بعد جعفر اختلافات اوردھا الامام المحصل۔ شرح مواقف صفحہ ۷۵۷ +

انصاف پسند ناظرین کے لئے سردست اسی قدر شواہد کافی ہیں۔ اور بے انصافوں کے واسطے تو ہزاروں شواہد بھی کفایت نہیں کر سکتیں +

بایں ہمہ افسوس ہے اُن شیعہ متکلمین پر جو اہلسنت کو یقین دلاتے ہیں کہ تمہارے علمائے محققین بھی ہمارے ہی امام غائب کو مہدی موعود تسلیم کر گئے ہیں۔ اور ہزار افسوس ہے اُن اہلسنت پر جو ہماری مخالفت میں اپنے بزرگوں کے برخلاف شیعوں کے ہمنوا بنکر بن غیرت دینی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ہماری مخالفت پر آمادہ ہو کر خدا کا خوف نہیں کرتے۔ اُمت گمراہ ہو چکی ہے۔ اسلام غریب ہو چکا ہے لیکن شیعوں کے امام غائب ظاہر نہیں ہوتے۔ اور اہلسنت کے مہدی پیدا ہی نہیں ہوتے۔ لیکن دونو فریق یاد رکھیں کہ آنے والا آچکا۔ جسکی آنکھیں ہوں دیکھ لے اور جس کے کان ہوں سُن لے۔ والسلام۔ علیٰ من اتبع الہدیٰ +

خادم حسین خادم

وفات مسیح کے متعلق ایک اعتراض کا جواب

اعتراض۔ بعض لوگ اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے سلسلہ حقہ احمدیہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر وفات مسیح ناصری قرآن مجید وحدیث سے ثابت ہے تو کیا وجہ کہ پہلے ائمہ وعلماء وفضلاء کو یہ مسئلہ سمجھ میں نہ آیا۔ اور پہلے اسکی تشہیر کیوں نہ ہوئی۔ اور اس وقت تک کیوں وفات مسیح کے دلائل پوشیدہ رہے۔ پس پہلے علماء کا وفات مسیح کو نہ ماننا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید میں وفات مسیح پر بالکل دلائل نہیں پائے جاتے اور جن آیات کو وفات مسیح کے اثبات میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان سے وفات ثابت نہیں ہوتی +

جواب۔ اول تو یہ ضروری نہیں کہ پہلے علماء وائمہ قرآن مجید کے تمام معارف و حقائق ودقائق پر محیط ہوں۔ اس لئے کہ قرآن مجید حقائق کا ایک سمندر ہے اور قیامت تک کے لئے ہے پس اسکے معارف ختم نہیں ہو سکتے۔ قیامت تک نئے نئے نکات نکلتے رہیں گے۔ پس غیر احمدیوں کا یہ کہنا کہ پہلے علماء اس نکتہ تک کیوں نہیں پہنچے۔ بعید از انصاف ہے۔ لیکن ہم ایسے معترضین کو بتاتے ہیں۔ کہ پہلے بھی بعض ائمہ وعلماء نے وفات مسیح کو تسلیم کیا ہے چنانچہ ان میں سے ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں +

(۱) والاکثر ان عیسٰی لم یمت وقال مالک مات (مجمع البحار جلد ا صفحہ ۲۸۶) کہ اکثر کا عقیدہ ہے کہ عیسٰی نہیں مرے اور امام مالک کے نزدیک مرگیا ہے +

(۲) قال ابن عباس ھی وفاۃ موت نحوہ المالک فی العتبیۃ (جواہر الحسان فی تفسیر القرآن مصنفہ شیخ عبدالرحمن مطبع الجزائر) کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ وہ وفات موت کی تھی اور اسی طرح مالک کا مذہب عتبیہ میں ہے +

(۳) واما مایذکر من المسیح انہ رفع الی السماء ولہ ثلاث وثلاثون سنۃ فہذا لا یعرف لہ اثر متصل یجب المصیر الیہ۔ (حافظ ابن قیم رئیس المحدثین کتاب زاد المعاد صفحہ ۱۹)

کہ یہ جو ذکر کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السّلام ۳۳ سال کی عمر میں آسمان کی طرف اُٹھایا گیا ہے تو اس کے لئے کوئی ایسا اثر متصل نہیں پایا جاتا کہ جو اسکے رفع الی السماء کے اختیار کرنے کو واجب کرے +

(۴) تمسک ابن الحزم بظاہر الایۃ وقال بموتہ۔ (حاشیہ جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۹ مطبع مجتبائی دہلی) ابن حزم نے ظاہر آیۃ سے تمسک کر کے مسیح کی موت کو تسلیم کیا ہے +

پھر یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک بات کے ظہور کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اپنے وقت پر آکر کھلتی ہے پہلے اس مسئلہ کی ضرورت نہیں پڑی نہیں کھلا لیکن جب مسیح موعود آیا تو چونکہ وہ مسیح ناصری کا مثیل تھا پس جیسا کہ مسیح ناصری کے وقت یہود نے کہا تھا کہ ہم تجھ پر ایمان نہیں لاسکتے جب تک کہ ایلیا آسمان سے نہ اُترے تب مسیح ناصری کو اسکی تردید کرنیکی ضرورت پڑی اور اس نے بتایا کہ ایلیا آسمان پر نہیں گیا۔ اسی طرح وفات مسیح کے مسئلہ کی اسوقت ضرورت پڑی جبکہ مسیح موعود نے مسیحیت کا دعویٰ کیا اور لوگوں نے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ مسیح ناصری آسمان پر گئے ہیں اور وہی پھر دوبارہ دُنیا میں تشریف لائینگے پس جس طرح کہ مسیح ناصری کو یہود کے عقیدہ کی تردید کرنی پڑی اسی طرح اس وقت بھی مسیح موعود کے دعویٰ کے اثبات کے لئے وفات مسیح کے مسئلہ کی ضرورت پڑی اور اس پر مسیح موعود نے دلائل دیئے اور بتایا کہ قرآن مجید میں مسیح کی وفات پر بہت سی قطعی دلائل ہیں +

پہلے مجدد یا علماء ایک خاص علاقہ اور خاص فرقہ کے لئے آتے رہے اور اس فرقہ یا علاقہ میں جو غلطیاں ہوتی تھیں ان کی انھوں نے تردید کی جیسے کہ مجدد الف ثانی شیعوں کی ہدایت کے لئے آئے اور جیسی انھوں نے شیعوں کے عقائد کی تردید کی

ویسی اس صدی میں کسی نے نہیں کی۔ اسی طرح مسیح موعود جو تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے آپ کے دعوٰی کے پہلے مسیح ناصری کی وفات و حیات کا فیصلہ ہونا ضروری تھا پس جب اس مسئلہ کی ضرورت پڑی تو اس کے دلائل لکھے گئے اور بتایا گیا کہ قرآن مجید میں وفات مسیح پر بہت سی صریح و قطعی دلائل موجود ہیں +

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ سب مسائل سے ہر ایک واقف ہو اور قرآن مجید کے سب حقایق سے واقف ہو۔ اگر پہلے علماء و ائمہ نے وفات مسیح پر کھولکر دلائل نہیں لکھے تو ان کا ان دلائل کو نہ لکھنا یہ ثابت نہیں کرتا کہ جس نے وفات مسیح پر دلائل لکھے ہیں وہ جھوٹا ہے اور وہ دلائل غلط ہیں ہم دو شہادتیں ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث سے پیش کرتے ہیں کہ دو نبیوں میں سے ایک نبی ایک بات کو سمجھ لیتا ہے اور دوسرا نہیں سمجھتا +

پہلی شہادت قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ ج وَ کُنَّا لِحُکْمِھِمْ شٰھِدِیْنَ۝ فَفَھَّمْنٰھَا سُلَیْمٰنَ ج وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ ط وَکُنَّا فٰعِلِیْنَ۔ انبیاء

کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے سامنے ایک فیصلہ پیش ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو خدا نے وہ فیصلہ سمجھا دیا اور صحیح نکلا حالانکہ ہم نے دو تو کو حکم اور علم دیا تھا اور پھر حکم اور علم کے سوا داؤد علیہ السلام کے بڑے بڑے لوگ اور جنگجو قومیں مطیع تھیں پس حضرت داؤد کو فیصلہ سمجھ میں نہ آیا اور آپ کے لڑکے حضرت سلیمانؑ کو خدا نے سمجھا دیا تو داؤد علیہ السلام کو فیصلہ سمجھ میں نہ آنا یہ ثابت نہیں کرتا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ ہی غلط تھا +

اسی طرح اگر پہلے ائمہ و علماء کو وفات مسیح کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کو جو یہ مسئلہ سمجھایا ہے تو وہ غلط ہے

دوسری دلیل بخاری و مسلم میں یہ حدیث آتی ہے۔ حدثنی زھیر ابن

حرب حدثنا شبابہ حدثنی ورقاء عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما امرأتان معھما ابناھما جاء الذئب فذھب ابن احداھما فقالت ھذہ لصاحبتھا انما ذھب ابنک انت وقالت الاخری انما ذھب ابنک فتحاکمتا الی داؤد علیہ السلام فقضی بہ للکبری فخرجتا علے سلیمان ابن داؤد علیہ السلام فاخبرتاہ فقال ائتونی بالسکین اشقہ بینکما فقالت الصغری لا یرحمک اللہ ھو ابنھا فقضی للصغری (رواہ مسلم والبخاری ایضاً)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں انکے پاس انکے بچے بھی تھے ایک بھیڑیا ان کے ایک بچے کو لے گیا تو دوسرے بچے میں انھوں نے جھگڑا کیا ایک نے دوسری سے کہا کہ تیرا بچہ لے گیا ہے اور دوسری نے کہا نہیں تیرا لے گیا ہے تو وہ اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں تو انھوں نے زندہ لڑکے کا فیصلہ بڑی کے لئے کیا تو پھر وہ دونو عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور اپنا مقدمہ پیش کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے چھری دو کہ میں اس لڑکے کو تمہارے درمیان چیر کر بانٹ دوں تو چھوٹی نے کہا خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کریں یہ اسی کا لڑکا ہے اسپر حضرت سلیمان علیہ السلام نے لڑکا چھوٹی کو دلا دیا۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ داؤد علیہ السلام کے فیصلہ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کو ترجیح دیگئی اور حضرت سلیمان کا فیصلہ صحیح نکلا پس خدا تعالےٰ جسکو چاہتا ہے علم دیتا ہے۔ اگر وفات مسیح پر مسیح موعود کو خدا تعالےٰ نے دلائل سکھائے ہیں تو ان کو اس وجہ سے کہ پہلے علماء و ائمہ نے دلائل نہیں دیئے غلط قرار دینا اپنی کامل جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ اب اس کے بعد ہم ان دلائل میں سے جو مسیح موعود نے وفات مسیح پر قرآن مجید سے دیئے ہیں مختصراً ایک دلیل تحریر کرتے ہیں ؛

دلیل وفات مسیح

خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِئنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ

الشَّاکِرِیْنَ (آل عمران) محمد ایک رسول ہے اسکے پہلے تمام رسول گذر چکے ہیں اگر یہ بھی مرجائے یا قتل کیا جائے تو تم کو اپنی ایڑیوں پر نہیں پھرنا چاہیئے اور اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول کریم سے جسقدر پہلے رسول تھے فوت ہوگئے ہیں۔ اور ان میں مسیح بھی شامل ہے کیونکہ وہ بھی رسول کریم سے پہلے رسول تھے +

تفاسیر بیان اس آیت پر خازن والے نے لکھا ہے۔ افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ای اتنقلبون علیٰ اعقابکم ان مات محمد او قتل وترجعون الی دینکم الاول یقال لکل من رجع الی ما کان علیہ رجع وراءہ ونکص علیٰ عقبیہ وحاصل الکلام ان موت محمد صلے اللہ علیہ وسلم او قتلہ لا یوجب ضعفاً فی دینہ ولا الرجوع عنہ بدلیل موت سائر الانبیاء قبلہ وان اتباعھم ثبتوا علی دین انبیاءھم بعد موتھم۔ یعنی اگر محمد علیہ السلام مرجائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنے دین اوّل کیطرف لوٹ جاؤ گے پھر حاصل کلام یہ ہے کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی موت یا قتل اسکے دین میں ضعف کو واجب نہیں کرتا اور نہ ہی اس دین سے رجوع کو۔ اس دلیل کے ساتھ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء مرچکے ہیں اور پھر انکے اتباع انکی موت کے بعد اپنے اپنے انبیاء کے دین پر ثابت رہے پس مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ کے پہلے جسقدر انبیاء تھے سب مرچکے ہیں۔ پھر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے فسیخلو اکما خلوا بالموت او القتل۔ کہ رسول کریم بھی گذر جائینگے جس طرح کہ پہلے رسول موت یا قتل کے ساتھ گذر گئے اور اسی طرح تفسیر علامہ ابی السعود و مدارک و تفسیر کبیر و روح البیان والے نے لکھے ہیں +

شان نزول تمام مفسرین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی جبکہ آپ کو قمء حارثی نے پتھر مارا جس سے آپ کے دو دانت گر گئے اور آپ کا خود آپ کے سر میں گھس گیا اور آپ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے تو کفار نے یہ مشہور کردیا کہ رسول کریم قتل ہوگئے ہیں تب مسلمان گھبرائے اور بعض نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تب یہ آیت مومنوں کی تسلی کے لئے نازل

ہوئی اور اس میں یہ بتایا گیا کہ رسول کریم کو تم نے خدا پر قیاس کیا کہ انکو مرنا نہیں چاہیئے۔ حالانکہ آپ ایک رسول ہیں اور آپ کو رسولوں پر قیاس کرنا چاہیئے پس جس طرح کہ پہلے رسولوں کا خلا ہو چکا ہے۔ اسی طرح ان کا بھی خلا ہو جائے گا گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ کسی بشر کے لئے خلد تو ہے نہیں پس جبکہ اس آیت میں کھلے لفظوں میں ذکر ہے کہ رسول کریم سے سب پہلے رسولوں کا خلا ہو گیا ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ خلا کے معنے فوت ہونے کے ہیں تو لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ رسول کریم کے پہلے تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں +

خلاء کے معنی اگر کوئی کہے کہ خلا کے معنے مرنے کے نہیں ہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے ہیں تو اس کے ابطال کے لئے ہمارے پاس مندرجہ ذیل ثبوت ہیں

ثبوت اوّل اگر خلاء کے معنے موت کے نہیں ہیں تو اس سے لازم آئے گا کہ کوئی بھی رسول نہیں مرا کیونکہ خلت کا لفظ رُسُل پر جو کہ رسول کی جمع ہے وارد ہوا ہے۔ پس اگر خلاء کے معنے موت کے نہیں تو سب رسول زندہ ثابت ہونگے حالانکہ یہ غیر مسلّم فریقین ہے +

دوسرا ثبوت اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے افائن مات او قتل کہہ کر لفظ خلا کی تشریح فرما دی ہے کہ پہلے نبیوں کا جو خلا ہوا اسکی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک طبعی موت اور دوسرا قتل۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں بھی فسیخلوا کما خلوا بالموت او القتل لکھا ہے +

تیسرا ثبوت کہ لغت میں خلاء کے معنے مات کے لکھے ہیں دیکھو حوالے :-

(۱) خلا فلان - اذا مات (لسان العرب) قال الاعرابی خلا فلان ای مات (لسان العرب) +

(۲) خلا الرجل - ای مات (اقرب الموارد جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

(۳) خلا فلان - مات - (تاج العروس شرح قاموس جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۹) +

چوتھا ثبوت عرفی ثبوت یہ ہے کہ حماسہ میں سموئل ابن عادیا کا یہ شعر وارد ہوا ہے

اذا سید منا خلا قام سید ۔ قوول لما قال الکرام فعول

اس کے معنے شیخ ابی زکریا یحیٰی ابن علی التبریزی الشہیر بالخطیب نے یہ لکھے ہیں کہ یہ شعر حاتم کے شعر کے مشابہ ہے ۔ شعر

اذا مات منھم سید قام سید نظیر لہ یغنی غناہ و یخلف

یعنی خلا کے معنے مات کے ہیں پھر اس کے معنے ذوالفقار علی دیوبندی نے بھی یہ کئے ہیں ۔ ترجمہ ۔ جب ہمارا کوئی سردار مرتا ہے تو دوسرا سردار میاں لوگوں کیسی باتیں اور کام کرتا ہے اس کا قائمقام ہو جاتا ہے +

پانچواں ثبوت خود قرآن مجید میں ذی رُوح کے لئے جب خلت کا لفظ بغیر صلہ کے آیا ہے تو وہاں موت کے معنے مراد ہیں اور انہی لوگوں کے حق میں آیا ہے جو فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں

(۱) اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (بقرہ ع ۱۶) دیکھو یہاں پر ان نبیوں کا نام لیکر جو وفات پا چکے ہیں خلت کا لفظ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خلت کے معنے مرنے کے ہیں +

(۲) وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ○ (فاطر ع ۳) دیکھئے یہاں بھی خلا انہی لوگوں کے لئے آیا ہے جو وفات پا چکے ہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ رسول کریم کے زمانہ میں گذشتہ نبیوں میں سے بعض نبی زندہ ہیں +

(۳) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ (رعد ع ۳) +

(۴) قد خلت القرون (حج ع ۱) +

(۵) مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ

(۶) اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خَاسِرِيْنَ ٭

(۷) فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (یونس ع)

(۸) كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ (الرعد ع) ٭

مذکورہ بالا آیات میں خلت یا خلا کا لفظ انہی کے حق میں وارد ہوا ہے جو وفات پا چکے ہیں ٭

اعتراض پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم خلا کے معنے موت کے مان بھی لیں تو بھی وفات مسیح اس آیت سے ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ الرسل سے مراد کل رسول نہیں ہیں بلکہ بعض رسول ہیں اس طرح وہ اس آیت سے مسیح کو استثناء کرنا چاہتے ہیں اس کے تین جواب ہیں ٭

جواب اوّل اگر الرسل سے مراد بعض رسول ہوں تو استدلال قائم نہیں ہوتا اور نہ ہی جنگ احد کے پیدا شدہ شبہ کا ازالہ ہو سکتا ہے کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ جب تمام کے لئے خلا بالموت یا قتل ضروری نہیں اور بعض کہ سے مستثنیٰ ہیں تو پھر رسول اللہ بھی ان بعض مستثنیٰ میں کیوں داخل نہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اس بات پر کس طرح صبر کر سکتے تھے کہ مسیح تو آسمان پر زندہ موجود ہو اور رسول کریم ؐ فوت ہو جائیں وہ اس گھاٹے سودے پر کبھی بھی صبر نہیں کر سکتے تھے اور ان کو رسول کی موت کے سوا کسی کی موت کی پروا نہیں تھی جیسا کہ آپ کے مرثیہ میں حسان ابن ثابت لکھتے ہیں:-

كنت السواد لناظري فعمي عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت - فعليك كنت احاذر

لیکن اگر الرسل سے مراد تمام رسول مراد ہوں تو اعتراض اٹھ جاتا ہے اور پیدا شدہ شبہ کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے

دوسرا جواب الرسل میں ال استغراقیہ ہے اور اس سے مراد تمام رسول ہیں

جیسا کہ تفسیر خازن والے نے اسکے معنوں میں لکھا ہے وحاصل الکلام ان موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم او قتلہ لا یوجب ضعفا ولا الرجوع عنہ بدلیل موت سائر الانبیاء یعنی تمام انبیاء مر چکے ہیں ٭

تیسرا جواب

تیسرا جواب اس بات کا کہ الرسل سے مراد کل رسول ہیں یہ ہے کہ یقینی بات ہے کہ الرسل سے مراد کل رسول ہیں ورنہ اگر بعض مراد ہوتے تو آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں بھی بعض مراد لیتے کیونکہ اس آیت سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے جو ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے ثابت ہوتا ہے لیکن حضرت مسیح سے پہلے تم زندہ آسمان پر کسی کو مانتے نہیں ہاں اگر ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ہی آیت ہوتی اور ما محمد الا رسول آیت نہ ہوتی تو کوئی یہ کہہ سکتا تھا کہ مسیح ناصری زندہ ہیں کیونکہ اس آیت میں انکی وفات کا ذکر نہیں ہے لیکن خدا تعالٰے نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل آیت نازل کرکے مسیح جو کہ پہلی آیت سے باہر تھا اسکو بھی مردوں میں شامل کر دیا۔ فتفکر فیہ حق التفکر ٭

پھر اس آیت میں خدا تعالٰے نے دنیا سے گذرنے کے دو طریق بتائے ہیں اور ہم بھی دو ہی طریق دنیا سے گذرنے کے مانتے ہیں یعنی موت اور قتل بخلاف غیر احمدیوں کے کہ وہ تین مانتے ہیں موت اور قتل اور آسمان پر زندہ چلے جانا۔ پس مذکورہ بالا آیت ہماری تائید کرتی ہے اور غیر احمدیوں کے قول کی تردید کرتی ہے اسواسطے کہ قتل جو کہ از روئے قرآن واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ناممکن تھا وہ بیان کر دیا اور رفع الی السماء جو کہ رسول کریم کے لئے امکان میں تھا کیونکہ بقول غیر احمدیوں کے مسیح ناصری آسمان پر جا چکے تھے بیان نہیں کیا پس غیر امکان کو جب بیان کر دیا تو رفع الی السماء اگر امکان میں ہوتا تو اسے بھی ضرور بیان کیا جاتا لیکن اس کا بیان نہ کرنا اس بات کی صاف

دلیل ہے کہ آسمان پر جانا دنیا سے گذرنے کا کوئی طریق نہیں ہے +

اجماع صحابہ پھر صحابہ کا پہلا اجماع وفات رسل پر اسی آیت سے ہوا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے ثم اتی المنبر فصعدہ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال یا ایھا الناس ان کان محمد الھکم الذین تعبدون فان محمد اقد مات وان کان الھکم الذی فی السماء فان الھکم لم یمت ثم تلا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ حتی ختم الایۃ ثم نزل وقد استبشر المسلمون بذالک واشتد فرحھم و اخذ المنافقین الکاٰبۃ - قال عبد اللہ ابن عمر فوالذی نفسی بیدہ نکانما علٰے وجوھنا اغطیۃ فانکشفت - جب رسول کریم فوت ہوگئے تو لوگوں نے کہا کہ مرے نہیں اور حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ جس نے کہا کہ رسول کریم مرگئے ہیں اسکی گردن اڑا دونگا - سو اس غلطی کے ازالہ کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو اگر تو تمہارا معبود محمدؐ تھا وہ تو مرچکا لیکن اگر تمہارا خدا وہ ہے جو کہ آسمانوں میں ہے تو وہ نہیں مرا پھر ما محمد الا رسول الی آخر آیت پڑھی تو عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہمارے موہنوں پر پردے تھے وہ کھل گئے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ ہمیں یہ آیت یاد ہی نہیں رہتی تھی پس حضرت ابوبکر نے اس آیت سے استدلال کیا اور صحابہ نے سنا اور تائید کی - اس سے معلوم ہوا کہ اس موقعہ پر وفات مسیح کے عقیدہ پر اجماع ہوا ہے کیونکہ اگر صحابہ سب کے سب یا بعض ان میں سے حضرت عیسٰی یا اور کسی نبی کی زندگی کے قائل ہوتے تو وہ فوراً حضرت ابوبکر کے استدلال کی تردید کرتے اور کہتے کہ آنحضرتؐ کی موت کیوں لازم ہے جبکہ ابھی فلاں نبی زندہ ہے لیکن صحابہؓ میں سے ایک شخص نے بھی حضرت ابوبکر کے استدلال کی تردید نہیں کی اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ آنحضرت سے پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کی زندگی کے قائل نہیں تھے پس یہ آیت وفات مسیح پر قطعی دلیل ہے لیکن کور چشم سوچتے نہیں اور قرآن مجید کی آیات میں غور نہیں کرتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹاتے اور مسیح کو آسمان پر چڑھا کر رسول کریم پر فضیلت دیتے ہیں فنعم ما قال المسیح الموعود حیث قال +

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
زبوئے نافۂ عرفاں چو محروم ازل بودند
ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند

مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را
پسند یدند در شانِ شہِ خلق ایں مذلت را
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

پس اے پیارے ہموطنو۔ غور و فکر سے کام لو اور قرآن مجید میں تدبر کرو اور رشید راستہ پر آجاؤ اور مسیح وقت کو مان لو تاکہ تم پر رحم خداوندی ہو اور وارث جنت ہو جاؤ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

جلال الدین سیکھوانی (مولوی فاضل) از قادیان دارالامان

خلافت احمدیہ

خداتعالیٰ نے اپنی قدیم کے مطابق اس زمانہ فسق و فجور میں جبکہ بدعات اور ضلالت کا دریا بیکراں موجوں پر تھا اور اسلام کا سفینہ منجدھار کے بھنور میں آکر غرق ہونے کو تھا اپنے مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا سو پاک روحوں نے اسے قبول کیا اور دل و جان سے اسکی مدد کی اور خبیث روحوں نے انکار کیا اور تکالیف دینے میں کوئی فروگذاشت نہ چھوڑی تب خداتعالیٰ کا ان پر عذاب نازل ہوا جس سے کئی شیطانی روحیں ہلاک ہوئیں۔ پھر جیسا کہ انبیاء گذشتہ کے زمانہ میں ان کی اپنی جماعتوں میں اندرونی اختلافات پیدا ہوتے رہے اسی طرح اس زمانہ میں مسیح موعود کی جماعت میں بھی ایک بڑا بھاری اختلاف ہوا اور ایک فریق نے کہا کہ مسیح موعود کے خلیفۂ اول کی وفات کے بعد خلافت ضروری نہیں اور انھوں نے شتر بے مہار کیطرح رہنا پسند کیا اور کہا کہ خلافت مسیح موعود کے بعد نہیں ہو سکتی اور ایک کثیر حصہ جماعت نے خلیفۂ وقت کو مانا اور ثابت کیا کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا ہونا از روئے عقل و نقل ضروری ہے پس ذیل میں چند دلائل عقلی و نقلی اثبات خلافت پر تحریر کئے جاتے ہیں *

پہلی دلیل عقلی دلیل خلافت پر یہ ہے کہ گذشتہ تواریخ کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی قوم بغیر کسی امیر یا لیڈر کے ترقی نہیں پا سکتی اور

اور نہ ہی کسی امیر اور لیڈر کے بغیر شیرازہ قومی قائم رہ سکتا ہے۔ عرب کے ملک کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا جائے تو اولی الانصاف پر کھل جائے گا کہ کسی امیر یا لیڈر یا خلیفہ یا بادشاہ کی قوم کو یکتن بنانے کے لئے کتنی بڑی ضرورت ہے کیونکہ جب عرب کے رہنے والے مطلق العنان تھے تو ان کا کام سوائے خانہ جنگیوں اور لوٹ و غارت اور قتل و ڈاکہ اور رہزنی کے کچھ نہیں تھا اور ایک فریق دوسرے فریق سے اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے ازحد دشمنی و کینہ رکھتے تھے اور تمام اخلاق سیئہ ان میں جمع تھے لیکن جب ایسے وحشی ملک میں جسکے متعلق خود قرآن مجید نے فرمایا ہے وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین خدا تعالےٰ کا ایک رسول و نبی مبعوث ہوا اور اس نے آکر ان سب کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کیا تو پھر اس ملک نے ایسی جلد جلد ترقی کی کہ اسکی نظیر دُنیا میں ملنی مشکل ہے پس مشاہدہ اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی اس کے ایک امیر اور لیڈر اور خلیفہ کے ماتحت ہو کر کام کرنے سے وابستہ ہے پس مسیح موعود جو دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اُنھوں نے آکر ایک جماعت قائم کی تو آپ کے بعد ضروری تھا کہ اس قوم کو سنبھالنے اور ایک انتظام کے ماتحت رکھنے والا کوئی فرد واحد ہو جو اس کا خلیفہ اور قائم مقام ہو جسکے ہاتھ سے قوم کی ترقی ہو +

دوسری دلیل

دوسری دلیل خلافت احمدیہ پر یہ ہے کہ خلافت کا سلسلہ اوائل دنیا سے چلا آیا ہے یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی خدا تعالےٰ نے خلیفہ کا نام تجویز کیا اور فرمایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے فرمایا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ؛ اور پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وستکون خلفاء فتکثر (مسلم) کہ بنی اسرائیل پر انبیاء سیاست کیا کرتے تھے جب کبھی کوئی نبی ہلاک ہو جاتا تو اس کا خلیفہ اور قائم مقام بھی نبی ہوتا تھا اور میرے متصل کوئی نبی نہیں ہوگا یا میرے بعد کوئی شرعی نبی نہیں ہے اور البتہ خلفاء بہت سے ہونگے یعنی خلافت جیسے پہلے انبیاء کے بعد بھی ہوتی رہی ایسے ہی میرے بعد بھی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا لیکن فرق اتنا ہے کہ پہلے انبیاء کا خلیفہ بھی متصل نبی ہوتا تھا میرے متصل

کوئی نبی خلیفہ نہیں ہوگا پھر فرمایا ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء سیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول .... فالاول (متفق علیہ) کہ بہت سے خلفاء امت محمدیہ میں ہونگے صحابہ نے عرض کیا ہمیں کیا ارشاد ہے نبی کریم نے فرمایا کہ پہلے کی بیعت کو پورا کرو پھر دوسرے کو اس حدیث پر محشی مشکوٰۃ لکھتا ہے ولم یرد بہ فی زمان واحد بل الحکم ھذا عند تجدد کل زمان و تجدد بیعۃ کہ اس سے ایک زمانہ مراد نہیں بلکہ یہ حکم ہر نئے عہد کے متعلق اور ہر نئی بیعۃ کے متعلق ہے پھر آپ فرماتے ہیں قال اوصیکم بتقوی اللہ عزّ وجل والسمع والطاعۃ وان تأمّر علیکم عبد فانہ من یعش منکم فسیرٰی اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیّین عضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ رواہ ابوداؤد والترمذی فرمایا کہ میں تم کو اللہ عزّ وجل کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور سمع اور طاعت کی۔ اور اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی امیر ہو کیونکہ جو تم سے زندہ رہے گا وہ عنقریب بڑا اختلاف دیکھے گا پس تم پر لازم ہو کہ تم میری سنت اور خلفاء راشدین المھدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور نئے پیدا شدہ امور یعنی (بدعتوں سے) بچے رہو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے پس مذکورہ بالا احادیث سب دلالت کرتی ہیں کہ آپ کے بعد خلفاء کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔

تیسری دلیل

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں ضرور ضرور خلیفے بنائے گا جیساکہ ان سے پہلے خلیفے ہوتے رہے پس اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے خدا تعالیٰ ضرور ضرور خلیفے بناتا رہے گا جیساکہ پہلی امتوں میں خلفاء بنتے رہے پس ہم پوچھتے ہیں کہ آیا یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے؟ یہ تو تم مانتے ہو کہ منسوخ نہیں ہوئی۔ کیونکہ قرآن مجید میں کوئی منسوخ آیت نہیں۔ پس اگر یہ منسوخ نہیں ہے تو خلفاء کے وجود کا اقرار کرنا پڑے گا پس کیا وجہ ہے

کہ آپ کے بعد کوئی اور خلیفہ نہ آئے یہ آیت خلافت کی دلیل ہے۔ اور یہاں پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ اس آیت کے مصداق مسیح موعود تھے آپ کے خلفاء اس آیت کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں اور مسیح موعود جبکہ اس آیت کی رو سے خلیفہ ہیں تو خلیفہ کا خلیفہ کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ اول تو خلیفہ کا خلیفہ ہونا کوئی محال بات نہیں کیا حضرت عمرؓ ابوبکرؓ کے خلیفہ پھر حضرت عثمان حضرت عمرؓ کے خلیفہ پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ نہیں تھے پھر یہ بھی کہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہیں جب خاتم الخلفاء ہیں تو آپ کا خاتم الخلفاء ہونا ہی اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کی پیروی کر کے خلیفے بن سکتے ہیں +

چوتھی دلیل چوتھی دلیل خلافت پر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں جیسا کہ آپ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸ میں فرماتے ہیں کہ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے" پس مسیح موعود نبی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما کانت النبوۃ قط الا تبعتہا خلافۃ کہ کوئی بھی نبوۃ نہیں مگر اس کے بعد خلافت آتی ہے یعنی چاہے شرعی نبوت ہو یا غیر شرعی بالواسطہ ہو یا غیر بالواسطہ سب کے بعد خلافت کا ہونا ضروری ہے پس حضرت مسیح موعود جبکہ نبی ہیں تو آپ کے بعد از روئے حدیث خلافت بھی ضرور ہونی چاہیئے اور خلافت کا وجود جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسیح موعود الوصیت ص۵ میں تحریر فرماتے ہیں "اور راستباز جس راستبازی کو دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے" پس جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے اور اس تخم ریزی کی پوری تکمیل کے لئے خلافت کا ہونا ضروری ہے +

پانچویں دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا

علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ کہ ایسی ہی جماعت جیسی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی ہے۔ آخر میں پیدا ہو گی جب کہ رسول اللہ کی دوسری بعثت جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے ہو گی۔ پس اس آیت کی رو سے مسیح موعود کی جماعت صحابہ کی مثل ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں " اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت واٰخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھیرتے" پھر فرماتے ہیں " کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی۔ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری + پس بروز کے اپنی اصل کے ساتھ کامل مشابہت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ مسیح موعود کے بعد بھی اسی طرح خلافت کا سلسلہ جاری ہو جس طرح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوا تا کہ جس طرح مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ آپ کے خلفاء بھی خلفائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کی کامل بروز ہو اور صحابہ کے نام سے موسوم ہو جیسا کہ مسیح موعود فرماتے ہیں:-

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا ۔۔۔ خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا ۔۔۔ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلادی ۔۔۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

چھٹی دلیل

مسیح موعود کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یتزوج ویولد لہ کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اسکی اولاد بھی ہو گی اس حدیث کے متعلق مسیح موعود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص۳۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں" اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہو گا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے" لفظ جانشین

جو کہ لفظ خلیفہ کے کے معنے ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد خلافت ہوگی
پھر شہادت القرآن صفحہ ۵۳ میں فرماتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ
کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین
کو کہتے ہیں۔ پس اس عبارت سے جانشین کے معنوں کا پتہ لگ گیا کہ جانشین خلیفہ کو
کہتے ہیں +

ساتویں دلیل

ولی نعمت اللہ علیہ الرحمۃ کا مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کرنا کہ اس کا نام احمد ہوگا اور مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص ہے
جیساکہ وہ فرماتے ہیں :-

مہدیٔ وقت عیسیٰ دوراں - ہر دو را شہسوارے بینم
ا-ح-م-د مے خوانم - نام آں نامدار مے بینم

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں :-

دور او چوں شود تمام بکام - پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب مسیح موعود کا دور ختم ہو جائے گا تو پھر اس کا لڑکا اس کی یادگار ہوگا پس
ولی نعمت اللہ کا فرمانا کہ مسیح موعود کا لڑکا اُس کی یادگار ہوگا اس بات کی طرف اشارہ
ہے کہ آپ کے بعد خلافت ہوگی جن میں سے آپ کا فرزند ارجمند بھی آپ کا خلیفہ ہوگا۔
جیساکہ چھٹی دلیل میں مسیح موعود کی بھی عبارت درج کی گئی ہے جس میں جانشین کا لفظ صریحاً
موجود ہے +

آٹھویں دلیل

خلافت مسیح موعود پر آٹھویں دلیل یہ ہے کہ مسیح موعود حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷ طبع اوّل میں فرماتے ہیں۔ ثم یسافر المسیح الموعود او
خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق کہ مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ
ارض دمشق کیطرف جائے گا پس یہ عبارت اس بات پر بیّن ثبوت ہے کہ آپ کے بعد
خلفاء ہونگے۔ اگر کوئی کہے کہ جو دمشق میں احمدیوں سے کوئی چلا جائے گا تو وہ خلیفہ کہلائیگا
تو یہ غلط ہے کیونکہ جس طرح ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءُون کے معنے

یہ نہیں، کہ جس سے ٹھٹھا کیا جائے وہ رسول ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو نبی یا رسول ہوتا ہے اس سے تمسخر ضرور ہوتا ہے اسی طرح اس عبارت کا مصداق وہ شخص ہے کہ جو پہلے خلیفہ ہو اور پھر ارض دمشق کیطرف جائے۔ مسیح موعود تو دمشق کیطرف گئے نہیں اور نہ ہی خلیفہ اوّل تو ضروری ہوا کہ آپ کا کوئی اور خلیفہ جائے اور اس عبارت سے یہ بھی نکل آیا کہ انجمن آپکی خلیفہ نہیں ہوگی بلکہ شخص واحد ہوگا +

نویں دلیل

نویں دلیل خلافت کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب پیغام صلح میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی رکھنا چاہتے ہیں - تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں - اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلعم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آیندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کرینگے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کرینگے" اس سے دو باتیں ثابت ہیں ایک تو یہ کہ احمدی سلسلہ کا ایک پیشرو ہر زمانہ میں موجود رہے گا اور وہ قوم کا ایسا معتمد علیہ ہوگا کہ تین لاکھ روپیہ لینے کا سزاوار ہو اور بصورت خلاف ورزی معاہدہ تین لاکھ روپیہ دینے کا انتظام بھی کر سکتا ہو +

دسویں دلیل

دسویں دلیل خلافت پر یہ ہے کہ حضرت اقدس اپنی کتاب پیغام صلح میں فرماتے ہیں " اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں - در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں جو انکے نزدیک **واجب الاطاعت** ہے اس لئے میں انکی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا" پس حضرت اقدس کا غیر احمدیوں پر اعتراض کرنا کہ غیر احمدی کسی لیڈر کو واجب الاطاعت نہیں مانتے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت صاحب کا اپنا مذہب یہ تھا کہ کوئی لیڈر واجب الاطاعت ہونا چاہیئے تو وہ واجب الاطاعت خلیفہ ہی ہوتا ہے جو احمدی جماعت میں ضرور ہونا چاہیئے ورنہ وہ جماعت پراگندہ ہو جائے گی - اب اگر کوئی کہے کہ احمدی جماعت میں خلیفہ نہیں ہوا

تو یہ حضرت اقدس کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ آپ نے سلسلہ احمدیہ اور دوسرے فرقہ ہائے اسلام کے درمیان مابہ الامتیاز یہی قرار دیا ہے کہ سلسلہ احمدیہ ہر وقت ایک ایسے امام یعنی پیشرو کے ماتحت ہوتا ہے جو **واجب الاطاعت** ہو +

گیارھویں دلیل گیارھویں دلیل خلافت پر یہ ہے کہ حضرت اقدس اپنی کتاب الوصیت کے صـ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ الوصیت وہ کتاب ہے کہ جس کا مقصد ہی یہی تھا کہ میرے بعد میری جماعت کو اس پر عمل کرنا چاہیئے آپ فرماتے ہیں "(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال دیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بیوقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رض کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا" اب اس عبارت میں حضرت اقدس نے اپنے بعد قدرت ثانیہ کے ظہور کا وعدہ فرمایا ہے اور ہمارے نزدیک قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے اور اس مطلب کے اثبات کے لئے ہم مندرجہ ذیل دلائل لکھتے ہیں +

دلیل اول پہلی دلیل اس بات کی کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے اور کچھ نہیں ہے کہ آپ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں ا "گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا" الوصیت کی یہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ خلافت

ضرور ا ہو گی حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "قدرت ثانیہ آئے گی اور پھر فرمایا کہ قدرت ثانیہ ایسی ہوگی جیسا کہ ابوبکر کے وقت میں ہوئی تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو قدرت ثانیہ آئی وہ خلافت ہے اسی طرح حضرت صاحب کے بعد جو قدرت ثانیہ آئی وہ بھی خلافت ہے ÷

دلیل ثانی

دوسری دلیل اس بات کی کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے آپ فرماتے ہیں کہ "دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں" اس سے معلوم ہوا کہ قدرت ثانیہ ایسی چیز ہے کہ جو حضرت صاحب کے وقت میں قائم نہیں ہو سکتی بلکہ وہ آپ کی وفات کے بعد ہوگی پس جو لوگ قدرت ثانیہ سے مراد جماعت کا غلبہ یا مبلغین یا انجمن مراد لیتے ہیں ان کا ابطال بھی حضرت اقدس کی مذکورہ بالا عبارت سے ہی ہو جاتا ہے کیونکہ جماعت کا غلبہ اور مبلغ اور انجمن حضرت مسیح موعود کے وقت بھی موجود تھے اور قدرت ثانیہ کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ وہ "قدرت ثانیہ آ ہی نہیں سکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں ÷

دلیل ثالث

تیسری دلیل اس بات کی کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے یہ ہے کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ "جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خداتعالٰے دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پھر بدر اپریل ۱۹۰۸ء میں آپ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں "کہ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا میں ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ بہت خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اب ان دو عبارتوں کے ملانے سے صریح یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے پہلے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ قدرت ثانیہ کو قائم کرتا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ قدرت ثانیہ ایسی چیز ہو گی جیسے ابوبکر

کے وقت میں ہوئی اور وہ ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں خلافت ہی تھی +

بارھویں دلیل قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے انبیاء کی صداقت کا معیار مایقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك ٹھیرایا ہے کہ تیرے ساتھ وہی معاملہ ہوتا ہے اور وہی اعتراض کئے جاتے ہیں جو پہلے انبیاء پر کئے گئے پس اسی آیت کے مطابق اس وقت ایک فریق کا خلافت کو ماننا اور ایک کا انکار کرنا یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور دوسرے آپ کے بعد خلافت کا وجود صحیح ہے اس لئے کہ ایسا ہی اختلاف خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں بھی ہو چکا ہے +

تیرھویں دلیل تیرھویں دلیل خلافت پر جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع ہے جو مسیح موعود کی وفات کے بعد ہوا اور باتفاق اہلسنت وجماعت اجماع حجت شرعی ہے پس مسیح موعود کی وفات کے بعد امت محمدیہ نے جس بات پر اجماع کیا وہ یہ ہے کہ حسب فرمان مسیح موعود مندرجہ الوصیۃ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ چاہیئے یعنی خلافت پر اجماع ہوا اگر مسیح موعود کی وفات کے بعد خلافت نہیں چاہیئے تھی تو خلافت پر امت محمدیہ کا اجماع نہ ہوتا اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ (رواہ الترمذی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو یا امت محمدیہ کو ضلالت پر کبھی جمع نہیں کرے گا اب یا تو یہ مان لیجئے کہ جس پر مسیح موعود کی وفات کے بعد ہمارا اجماع ہوا وہ ضلالت نہیں یا ہم امت محمدیہ سے نہیں +

چودھویں دلیل پندرھویں دلیل خلافت احمدیہ پر یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح اول (جنہیں منکرین خلافت نے بھی خلیفۃ المسیح مانا ہے) لاہور کی تقریر میں فرمایا کہ جب تک خلیفہ کا خلیفہ نہیں آتا تم اپنی زبانوں کو بند رکھو (بدر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء) پھر جب آپ ملتان ایک مقدمہ میں گواہی دینے کے لئے تشریف لے گئے تھے تو آپ نے ان الفاظ میں اپنی شہادت کو شروع کیا تھا +

"میں حضرت مرزا صاحب کا خلیفہ اول ہوں جماعت احمدیہ کا البدر ہوں۔ پس آپ کا "جبتک خلیفہ کا خلیفہ نہیں آتا" اور "میں خلیفہ اول ہوں" فرمانا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ آپ جانتے تھے کہ میرے بعد

Digitized by Khilafat Library

بھی خلفاء ہوں گے +

پندرھویں دلیل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تہتر فرقے ہو جانیکی پیشگوئی فرمائی ہے جنمیں سے بہتر کا تو جہنم میں جانا بتایا ہے سوا ایک کے پوچھا گیا کہ وہ کون ہے تو فرمایا وہ جماعت ہے دیکھو مشکوٰۃ باب الاعتصام تفترق امتی علی ثلث وسبعین کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی..... ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ اور جماعت بغیر امام کے ہو نہیں سکتی۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ اگر بہت سے لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے ہوں تو اسوقت کبھی نہیں کہا جاتا کہ جماعت ہو رہی ہے لیکن اگر امام کے پیچھے پڑھتے ہوں تو پھر کہا جاتا ہے کہ جماعت ہو رہی ہے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دیکھو مشکوٰۃ کتاب الفتن کہ جب فتن کا زور حق و باطل میں التباس اور جھگڑے اٹھ کھڑے ہوں اور گمراہی کیطرف مختلف بلانیوالے ہو جائیں تلزم جماعۃ المسلمین واماھم تو جماعۃ المسلمین اور انکے امام کو لازم پکڑ جبکہ جماعت بغیر امام کے نہیں ہو سکتی تو رسول کریم کا فرمانا کہ ایک فرقہ جو کہ جماعت ہوگا نجات یافتہ ہے اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ اس فرقہ کا ہر وقت ایک امام ہوا کرے گا +

سولھویں دلیل

سولھویں دلیل خلافت پر خلیفۃ المسیح اول (مسلمہ فریقین) کی وصیت ہے آپ نے اس میں فرمایا کہ میرا جانشین ہو +

پھر حجج الکرامہ میں لکھا ہے عمر مہدی نزد خروج چنانکہ ابن عربی نقل کردہ بست و شش سال باشد یعنی ایک خلیفہ ۲۶ سال عمر کا ہوگا اور وہ مہدی ہے پھر حضرت میاں صاحب کے الہامی ناموں میں فضل عمر بھی ہے اور عمرؓ دوسرا خلیفہ نبی کریمؐ کا تھا۔ پس یہ تمام اقوال اس بات کیطرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا فرزند خلیفۃ المسیح ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے بھی جانشین کا لفظ فرمایا ہے اور جیسا کہ شاہ ولی نعمت اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ مسیح کا ایک پسر اسکی یادگار رہو گا +

نصیحت

پس اے منکرین خلافت انکار سے باز آؤ اور ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون کے وعید سے ڈرو +

تشحیذ الاذہان کے لئے

ایکہزار روپے کی اپیل احباب جماعت احمدیہ سے

ماہ جولائی کے تشحیذ میں ایک اپیل تمام احمدی جماعت کے افراد سے کی گئی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ تشحیذ الاذہان (جو سیدنا میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد کے ہاتھ سے جاری ہوا۔ اور جس کے مربی حضرت خلیفہ اوّل مولانا نور الدین تھے) بوجہ کم توجہی خریداران ساڑھے چھ سو روپے کا مقروض ہے اس قرض کے ادا کرنے اور آیندہ استحکام کے لئے ایک ہزار روپے امداد۔ اور پانسو مزید خریداران کی ضرورت ہے۔ تشحیذ خدا کے فضل سے گذشتہ گیارہ سال میں برابر اپنی مقررہ تاریخ پہ شائع ہوتا رہا اور اس نے اسلام و احمدیت کی تائید اور اندرونی و بیرونی مخالفین کی تردید میں ایسے ایسے مضامین شائع کئے ہیں جو مستقل تصانیف کا حکم رکھتے ہیں۔ اور نہایت مقبول ہوئے ہیں۔ بس ضروری ہے کہ اس رسالہ کو سلف سپورٹ بنایا جائے۔ اور اس کے لئے نہ صرف ایک ہزار روپے کا فنڈ مہیا کیا جائے بلکہ پانسو خریدار بھی دیئے جائیں تا آمد رسالہ خرچ کے برابر ہو سکے خرچ بھی وہ جو کم از کم تصور کیا جا سکتا ہے +

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس اپیل کے شائع کئے جانے کی نہ صرف منظوری دی بلکہ تیس روپے عطا فرمانے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد مکرم معظم جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب ایم اے ناظر تالیف و اشاعت نے نو معزز خریداروں کے نام مرحمت فرمائے۔ جن میں سے پانچ خریداروں کی قیمت وصول بھی ہو چکی ہے +

میں ماسٹر صاحب کی اس توجہ فرمائی کا خاص طور سے مشکور ہوں علاوہ

ازیں جناب لطف الرحمن صاحب نے کلکتہ سے بیس ۲۰ روپے اور سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے سکندر آباد دکن سے پچیس ۲۵ روپے اور جناب تاج الدین صاحب لاہور نے پانچ روپے ۵ اور جماعت فیروز پور نے اُنیس ۱۹ روپے اور جناب قاسم علیخان صاحب نے رامپور سے ساڑھے پانچ روپے عطا فرمائے۔ یہ ۷۴ روپے ۸ آنے ہوئے ایک ہزار روپے کے مقابل میں یہ رقم حوصلہ افزا نہیں بعض احباب نے خریدار بھی دیئے ہیں جنکی تعداد کل ۹ ہے مطالبہ ۵۰۰ کا ہے۔ اس پر نظر کرتے ہوئے میں ابھی اس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ احباب کرام کی توجہ اس حالت نذار کی طرف منعطف کراؤں جس سے متاثر ہوکر جناب ناظر صاحب نے اپیل شائع کی تھی +

دین میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینے والے پیارے بھائیو! میں کن الفاظ میں دردِ دل ظاہر کروں۔ اور کس عبارت میں آپ کو دکھاوں کہ اگر آپ جلد توجہ نہ فرماوینگے اور اس اپیل کا جواب پوری فیاضی کے ساتھ نہ دینگے تو رسالہ کے حق میں اس کا نتیجہ نہایت افسوس ناک ہوگا اور آپ تبلیغ دین الحق واشاعت الہدیٰ کے ایک بہتر ذریعہ کو اپنے ہاتھ سے کھودینگے۔ خدا تعالےٰ آپ کے قلوب کو اس طرف مائل کرے۔ اور میں اگلے رسالے میں یہ بشارت سنا سکوں کہ احمدی جماعت نے اپنے رسالہ کو سنبھال لیا اور اب اس کے کارکن دلجمعی واطمینان کے ساتھ خدمت بجالا سکینگے +

خاکسار مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان

التجاءِ دعا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظرین تشحیذ سے التجا کرتے ہیں کہ انکی آنکھوں میں ککرے ہوگئے ہیں اس مرض سے شفایابی کے لئے تمام برادران اسلام تہ دل سے دعا فرمائیں کیونکہ لکھنا پڑھنا آنکھوں کی صحت پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ ہمارے مکرم و معظم مفتی صاحب کی آنکھوں میں شفا بخشے۔ اللھم آمین

روئداد مباحثہ اگر آپ کو معلوم کرنا ہو کہ ماریشس میں احمدی مبلغ کیا کام کررہا ہے اور اسے کس قسم کے لوگوں سے مقابلہ پڑا ہے اور کیونکر ان پر اتمام حجت کیا جارہا ہے (اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ احمدی ہو کر آپ کو اس کا شوق نہ ہو) تو یہ ضرور منگوائیے جس میں ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو حیات و وفات عیسیٰ کے بارے میں وہاں گذشتہ سال ہوا۔ اور احمدیت کی فتح کا غلغلہ تمام جزیرہ میں پڑ گیا۔ ہندوستان میں بھی اس سے تبلیغ کا کام لیا جا سکتا ہے یہ رسالہ بھی ۲۰×۲۶ تقطیع پر نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر عمدہ چھاپا گیا ہے قیمت ۳/۰ +

البشارۃ یہ ایک ٹریکٹ ہے جو مکرم علمی صاحب سے دار التالیف نے لکھوا کر شائع کیا ہے اس میں دس معیار صداقت دس آیات قرآنی سے پیش کئے گئے ہیں اور حضرت مسیح موعود کا منجانب اللہ مامور ہونا ان سے ثابت کیا گیا ہے۔ تبلیغ سلسلہ کے لئے بہت اچھا ذریعہ ہے احباب کو چاہیئے کہ اس کی بہت سی جلدیں منگوا کر اپنے قرب و جوار و حلقہ اثر میں تقسیم کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں قیمت ا/ یہ تینوں رسالے تالیف و اشاعت قادیان سے طلب کریں +

عقد ثریا یہ ایک ماہواری رسالہ ہے جو بہ سرپرستی حکیم میر ناصر نذیر صاحب ذوق دہلوی شائع ہوتا ہے حجم چالیس صفحے۔ زبان اچھی ہے۔ چھپوائی لکھوائی اور کاغذ اگر پبلک ہمت افزائی کرے تو اس سے اچھا ہونا چاہیئے۔ باتوں ہی باتوں میں ایڈیٹر صاحب کچھ تبلیغ حق بھی کر جانا چاہتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ سالانہ چندہ ڈھائی روپے +

محقق دہلوی آجکل کے لامذہبوں کے اعتراضات پیش کر کے محققانہ جواب شائع کئے جاتے ہیں اس رسالہ کی نسبت ایڈیٹر کو شکایت ہے کہ احمدی جوابات میں حصہ لیتے ہیں دوسرے فرقہ ہائے اسلام کے نمایندے خاموش ہیں۔ ایڈیٹر صاحب! احمدی بیچارے کیا کریں جسکی چیز ہو اسی کو درد بھی ہوتا ہے اس رسالہ کی ٹون اس سے زیادہ مہذبانہ اور پیرایہ تحریر متین ہونا چاہیئے۔ اصلاح ذات البین کا خیال ہے تصحیح کا اہتمام بہت کم ہے آیات و احادیث غلط نہ چھپیں ترجمہ صحیح ہو اور مضامین ٹھوس عبارت شستہ قیمت سالانہ ۱/۸ غریبوں سے + امیروں سے چھ روپے۔ دونو رسالوں کے لئے دفتر دستکاری دہلی کے پتہ پر خط و کتابت ہو +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

Digitized by Khilafat Library

طاقت بڑھانیوالا پھل

کولا نامنک افریقہ کا ایک نہایت قوت دینے والا پھل ہے زیادہ فکر یا محنت کی وجہ سے یا غم و بیماری و تبدیل آب و ہوا کے سبب سے بدن کمزور ہو گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے یہ دم کو بڑھاتا ہے اسلئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کشتی کسرت ناچ گانا پڑھنا پڑھانا وغیرہ کا ہو نہیں پہلے اس کو استعمال کرنے سے دم نہیں پھولتا۔ ہولدل۔ دھڑکن کو روکتا ہے رات کو جاگنا ہو اسکو پی لیجئے تکان نہیں ہوگا یہ شراب اور افیون کی عادت کو چھڑاتا ہے مفصل حالت کی فہرست بلا قیمت منگوا کر دیکھئے۔ قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک ۵ ر ادویات ہر جگہ دوکانداروں ڈاکٹروں اور دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے ۔

زخم کا مرہم

یہ زخم کا مرہم سب طرح کے زخموں میں فائدہ کرتا ہے زخم کے کیڑے اس سے مرجاتے ہیں بد بو جاتی رہتی ہے زخم صاف ہو کر جلد انگور کی طرح بھر آتا ہے اور نیا چمڑہ پیدا ہو کر زخم کو آرام ہو جاتا ہے۔ معمولی زخم سے لیکر بڑے گلے زخم تک یہ مساوی اثر دکھلاتا ہے قیمت ایک اونس ڈبیہ ۵ ر زخم دھونے کی ٹکیہ مرہم لگانے کے ساتھ ہی زخم دھونا چاہیئے جس دوا سے زخم دھونے کا پانی بنتا ہے وہ چھوٹی چھوٹی ٹکیہ کی صورت بنی ہوتی ہے ایک ٹکیہ سے ایک بوتل زخم دھونے کا پانی بنتا ہے۔ مرہم کے ساتھ ٹکیہ ملسکتی ہے قیمت فی ٹکیہ ا ر محصولڈاک ہر دو ۵ ر +

کونین کی ٹکیاں

یہ خوبصورت چھوٹی چھوٹی کونین کی ٹکیاں کل میں بنتی ہیں اور سنہلی ٹین کی ڈبیاں میں ۱۶ ٹکیاں رہتی ہیں۔ کونین کا استعمال کرنا ہو تو یہ کونین کی ٹکیہ پاس رکھیئے اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے نہ کھلانے میں تکلیف قیمت ۱۶ ٹکیو نکی ڈبیہ ۸ ر محصول ایک ڈبیہ سے چھ ڈبیہ تک ۵ ر

داد کا مرہم

ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب بہادر ریاست شنکر پور ضلع بھاگلپور سے کیا لکھتے ہیں یہ دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد کا مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے مینے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں آپ کا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں اس کے استعمال کرنیوالے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کیطرف سے مداح ہیں کیونکہ وہ ہی تین مرتبہ کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایکدم اچھا کر دیتا ہے قیمت فی ڈبیہ چار آنہ ۴ ر ایک سے چھ تک چھ آنہ ۶ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ